

## آئمہ اربعہ کی نظر میں اہل بیت علیہم السلام کی فضیلت و برتری

### The excellence and superiority of Ahl al-Bayt (a.s.) From the view point of 4 Imams

Open Access Journal

*Qtly. Noor-e-Marfat*

eISSN: 2710-3463

pISSN: 2221-1659

[www.nooremarfat.com](http://www.nooremarfat.com)

**Note:** All Copy Rights  
are Preserved.

**Dr. Qaisar Abbas**

PhD. In Islamic History

**E-mail:** [qaisarjafri512@gmail.com](mailto:qaisarjafri512@gmail.com)

#### Abstract:

It is an undisputed fact that more or less all Muslim sects and sects adhere to the Book of God and the Sunnah of the Prophet in one form or another, and love and affection for the Ahl al-Bayt of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) is evident in the hearts of the majority of Muslims, and they have these entities. The process of seeking guidance and religious guidance is also ongoing. However, some people are convinced of the excellence and superiority of some companions of the Prophet over the Ahl al-Bayt, the Imams of the Ahl al-Bayt; While the majority of Muslims are convinced of the excellence and intellectual superiority and perfection of the Ahl al-Bayt, and according to them, the Imams of the Ahl al-Bayt have the intellectual superiority over the entire Prophet's Ummah, as well as excellence and superiority in piety and piety.

Of course, this is the reason that from the point of view of jurisprudence, the Arbaa imams of Ahlul-Sunnah namely Imam Abu Hanifa, Imam Malik, Imam Ahmad bin Hanbal and Imam Shafi'i were greatly influenced by the Prophet's family, and they also gained favor from the Imams of Ahl al-Bayt directly or indirectly. Therefore, the question arises that according to the Imams of Arbaa, are the Ahl al-Bayt the ones with the attributes that are the most superior among the virtues and the true right of the leadership of the Ummah, or does this position and status belong to someone else? This paper answers this question. The thesis has been edited under the descriptive-analytical method from the research-historical point of view and in it libraries and original and original sources as well as other authentic books and articles have been used.

**Key words:** Imams, Arba'ah, Ahl al-Bayt, Masalik, Shia, Hanafi, Maliki, Hanbali, Shafi'i.

### خلاصہ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کم و بیش تمام مسلمان فرقے اور مسالک کسی نہ کسی صورت میں کتاب الہی اور سنت نبوی سے متمسک ہیں اور اہل بیت رسول اللہ ﷺ سے محبت و موڈت مسلمانوں کی اکثریت کے دلوں میں جلوہ فگن ہے اور ان کے ہاں ان ہستیوں سے تمسک اور دینی رہنمائی حاصل کرنے کا سلسلہ بھی جاری و ساری ہے۔ البتہ کچھ لوگ اہل بیت، حری کہ ائمہ اہل بیت پر بعض اصحاب رسول کی فضیلت و برتری کے قائل ہیں؛ جبکہ مسلمانوں کی اکثریت اہل بیت کی فضیلت اور علمی برتری اور کمال کی قائل ہے اور ان کے نزدیک ائمہ اہل بیت پوری امت رسول پر علمی برتری کے ساتھ ساتھ تقویٰ اور پارسائی میں بھی فضیلت و برتری کے حامل ہیں۔ یقیناً یہی وجہ ہے کہ فقہی اعتبار سے اہل سنت کے ائمہ اربعہ یعنی امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل اور امام شافعی آل رسول اللہ ﷺ سے بے حد متاثر تھے اور انہوں نے مستقیم یا غیر مستقیم ائمہ اہل بیت سے کسب فیض بھی کیا۔ لہذا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ائمہ اربعہ کے نزدیک آیا اہل بیت ہی وہی ذوات والا صفات ہیں کہ جو فضائل مناقب میں سب سے برتر اور رہبری امت کی حقیقی حقدار ہیں یا یہ مقام و منزلت کسی اور کو حاصل ہے؟ یہ مقالہ اسی سوال کا جواب دیتا ہے۔ مقالہ ہذا تحقیقی تاریخی نقطہ نظر سے توصیفی-تحلیلی طریقہ کار کے تحت تدوین پایا ہے اور اس میں لائبریری اور اصلی و ادوی مصادر کے ساتھ ساتھ دیگر مستند کتب و مقالات سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

**کلمات کلیدی:** ائمہ، اربعہ، اہل بیت، مسالک، شیعہ، حنفی، مالکی، حنبلی، شافعی۔

### مقدمہ

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ صدر اسلام سے ہی فرزندان اسلام کے مابین کئی علمی، عقیدتی موضوعات پر اختلاف ہوا جس نے آگے چل کر مختلف کلامی اور فقہی مکاتب کی شکل دھاری۔ ابتدائی طور پر دو اہم گروہ یعنی اہل تشیع اور اہل تسنن سامنے آئے جن کا عمدہ اور اصل اختلاف پیغمبر اکرم ﷺ کی جانشینی کے موضوع پر ہوا اور جہاں اس اختلاف میں مزید خلیج حائل ہوتی رہی وہاں، ان دو عمدہ گروہوں کے خود اپنے اندر بھی تفریق اندر تفریق کا سلسلہ جاری رہا اور مکاتب و مسالک اور فرق و نحل کی تعداد 72 سے بھی تجاوز کر گئی۔ پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ فقہی لحاظ سے مسلمان 5 اہم فقہی مکاتب یعنی شیعہ امامی، حنفی، مالکی، حنبلی اور شافعی فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔

البتہ یہ بات خوش آئند ہے کہ ان تمام تر اختلافات اور فرقہ بندیوں کے باوجود، کم و بیش تمام مسالک کے ہاں، خود کتاب الہی اور سنت نبوی سے تمسک کسی نہ کسی صورت میں باقی رہا۔ نیز مسلمانوں کے تمام فقہی، کلامی مسالک کے بانیوں اور پیروکاروں نے کسی نہ کسی رنگ میں اہل بیت رسول اللہ ﷺ اور بالخصوص ائمہ اہل بیت کے دروازہ سے

کسب فیض کیا۔ یہاں تک کہ فقہی اعتبار سے آئمہ اہل سنت یعنی امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل اور امام شافعی بھی اہل بیت اور آل رسول ﷺ سے بے حد متاثر تھے اور ان میں سے بعض نے بطور مستقیم بعض آئمہ اہل بیت کی شاگردی اختیار کی۔ اس مقالہ میں مقالہ نگار نے یہ ثابت مطابق آئمہ اربعہ اہل سنت کی گفتار و نوشتار اور اشعار و کردار سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک پیغمبر اکرم ﷺ کے بعد فضائل و مناقب، احکام الہی کے اجراء اور امت اسلام کی رہبری کے لئے افضل ترین افرادِ عزت و اہل بیت پیغمبر (ص) اور بالخصوص آئمہ اہل بیت ہیں۔

### اسلام، عقلانیت کا دین

اسلام ایک عقلی و علمی دین ہے۔ یہ کبھی عقل و منطق کے خلاف احکامات جاری نہیں کرتا۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ بعض مقامات پر انسانی اور بشری عقل اسلام کے بعض آسمانی فرمودات کو درک کرنے سے قاصر ہو۔ اس آسمانی دین کے بابرکت اور برتر اصولوں میں سے ایک گوہر آبدار اور عقل و منطق کی ہر تعریف پر سو فیصد پورا اترنے والا اصول اور قانون یہ ہے کہ: "فاضل، مفضل سے برتر ہے!" اس مضمون میں تحقیقی، تاریخی، حدیثی اور عقلی نقطہ نظر سے ان عظیم و برتر ہستیوں کی شناخت اور تعارف کی سعی کی گئی ہے جو اس لئے رہبر و رہنما قرار دیے گئے ہیں کیونکہ دوسروں سے فضائل و کمالات میں برتر ہیں۔

### اہل بیت علیہم السلام

بعض مسلمانوں کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اہل بیت، اہل خانہ اور گھر والوں کو کہا جاتا ہے۔ لہذا ان کی نظر میں پیغمبر اکرم ﷺ کے اہل بیت میں آپ کے تمام اہل خانہ اور گھر کے وہ تمام افراد شامل ہیں جو آپ کی چار دیواری کے اندر رہے۔ لیکن بعض مسلمانوں کا نظریہ یہ ہے کہ اہل بیت کا عنوان ظاہری، مادی اور بیالوجیکل روابط اور تعلقات سے ماوراء ہے اور یہ محض ان ہستیوں کو شامل ہوتا ہے جو آپ کے خونی رشتہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ علم و تقویٰ اور معنویت میں بھی پیغمبر اکرم ﷺ سے انتہائی قربت کے حامل ہوں۔ ہمارے خیال میں اس عالم آب و گل میں سبھی اس حقیقت کے معترف ہیں کہ انسان جسم و روح کا مجموعہ ہے اور اس کی روحانی وابستگی، جسمانی تعلقات سے زیادہ اہم، گہری اور دیر پا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اولیاء الہی، بیالوجیکل تعلقات سے ماوراء ہو کر روحانی اور معنوی رشتوں کو زیادہ اہمیت دیتے رہے ہیں کہ جس کی ایک مثال حضرت بلال حبشیؓ اور ابولہب ہیں۔ جب کردار میں قربت ہو، چاہے کہیں دُور کی بھی کوئی خونی رشتہ داری نہ پائی جاتی ہو تو حضرت بلالؓ جیسا شخص دین مبین اسلام کا پہلا مؤذن اور ریاست مدینہ کا پہلا وزیر خزانہ بن جاتا ہے۔ اس کے برعکس، پیغمبر اکرم ﷺ کا خونی رشتہ دار، ابولہب علیہ اللعنة والعذاب اپنی بد کرداری کی وجہ سے اس مقام پر جا کھڑا ہوتا ہے کہ قرآن کریم اُسے منفور قرار دیتے ہوئے اس کے گلے میں

(تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ) کا طوق ڈال دیتا ہے۔ یا حضرت نوح علیہ السلام کے خونی بیٹے کے بارے میں ارشاد پروردگار ہوتا ہے کہ: انہ لیس من اہلک۔ یعنی اے نوح! یہ تمہارے اہل میں سے نہیں ہے؛ کیونکہ یہ بد عمل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیائے الہی اور اولیائے خدا کے نزدیک جسمانی، مادی اور بیالوجیکل رشتوں سے معنوی و روحانی اور کردار کے رشتے زیادہ استوار ہیں۔ اور جب یہ بات واضح ہو گئی کہ تمام انبیائے الہی اور اولیاء اللہ اپنے مادی اور جسمانی روابط سے معنوی اور روحانی تعلقات کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں، تو جو سید الانبیاء ہیں وہ تو بطریق اولیٰ اس پیمانہ و معیار الہی کے مظہر ہوں گے۔ بنا بریں، پیغمبر اکرم ﷺ کے رشتہ داروں میں بھی وہی لوگ آپ کے اہل شمار ہوں گے جو کردار میں آپ سے سب سے زیادہ قریب ہوں گے۔

شاید یہی وجہ تھی کہ پیامبر گرامی اسلام ﷺ نے جب (بضعة منی) کہا تو سب کے لئے نہیں بلکہ صرف فاطمہ زہرا کے لئے اور جب چادر تظہیر میں لیا تو وہاں بھی بیالوجیکل رشتوں کو بنیاد نہیں بنایا بلکہ بعض معنوی و روحانی عزیزوں کو ساتھ لے کر یہ فیصلہ کر دیا کہ میرے اہل بیت فقط وہ ہیں جو کردار و گفتار میرے سب سے زیادہ نزدیک ہیں، جن پر صدقہ حرام ہے اور جو روز مبالغہ میرے ساتھ تھے۔

اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اہل بیت حضرت محمد (ص) میں صرف، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا، آپ کے چچا زاد اور داماد حضرت علیؑ اور ان کے دو صاحبزادے حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ اور اولاد حسینؑ میں وہ نو (9) امام ہیں کہ جو پیامبر اعظم ﷺ کے خونی رشتہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ سیرت و کردار میں بھی ہمانند مصطفیٰ (ص) مقام محمود تک پہنچے ہوئے تھے۔

اس اعتبار سے یہ حقیقت قرین قیاس ہے کہ اہل سنت کے آئمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل) کے ہاں اہل بیت فقط مادی اور بیالوجیکل رشتہ دار نہیں، بلکہ وہ ہیں جو خونی رشتہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ سیرت و کردار میں بھی آپ (ص) جیسے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے کبھی نام لے کر اور کبھی اشارہ کنایہ میں اس حقیقت کا مختلف مقامات پر اظہار کیا کہ جس کا ذکر اسی تحریر میں آگے چل کر کیا جائے گا۔ لہذا وہ ڈائریکٹ یا ان ڈائریکٹ اہل بیت کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے سامنے زانوئے تلمذ دراز کیا، ان کی کلاسز میں شرکت فرما کر ان سے کسب فیض کرتے ہوئے ان کی شاگردی پر افتخار کیا اور انہوں نے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ اہل بیت ہی امت مسلمہ کی دینی و سیاسی رہبری کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس بارے میں ان کی آراء و اعتقادات سے آگاہی بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے، لہذا ذیل میں ان میں سے ہر ایک کی آراء اختصار کے ساتھ زیر بحث لائی جاتی ہے:

## حضرت ابو حنیفہ، محمد بن نعمان کی آراء (80-150ق)

### جنگ صفین میں علیؑ کی حقانیت پر یقین

ایک دن حضرت ابو حنیفہ نے اپنے دوستوں سے پوچھا: ”اَتَدْرُونَ لِمَ يُبْغِضُنَا اَهْلُ الشَّامِ؟ قَالُوا: لَا؛ قَالَ: لَأَنَّا لَوْ شَهِدْنَا عَسْكَرَ عَلِيٍّ بِنِ ابْنِ طَالِبٍ وَ مَعَاوِيَةَ، لَكُنَّا مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ“<sup>1</sup> ”کیا آپ کو پتہ ہے کہ کیوں اہل شام ہم سے بغض و کینہ رکھتے ہیں؟ جواب ملا نہیں۔ فرمایا: اس لیے کہ اگر ہم علی بن ابی طالب اور معاویہ کے زمانے میں ہوتے اور ان کی جنگوں میں بھی شریک ہوتے تو ہم حضرت علیؑ کے ساتھ کھڑے ہو کر معاویہ سے جنگ کرتے اور ہر حال میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کا حصہ ہوتے۔“ یہ وہ راز تھا کہ جسے اہل شام نے درک کر لیا تھا اور انہوں نے حضرت ابو حنیفہ کے خلاف دل میں کینہ رکھ لیا تھا کہ جو آج تک کسی نہ کسی صورت میں علی والوں کے بارے میں حامیان امیر شام دل میں رکھے ہوئے ہیں۔

### اہل بیتؑ کی محبت اور ان کے فضائل کا اقرار

حضرت ابو حنیفہ نے اپنے اصحاب سے پوچھا: ”اَتَدْرُونَ لِمَ يُبْغِضُنَا اَهْلُ الْحَدِيثِ؟ قَالُوا: لَا؛ قَالَ: لَأَنَّا نَحْبُ اَهْلَ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَ نَقْرُبُ بَفَضَائِلِهِمْ“<sup>2</sup> ”کیا آپ کو معلوم ہے کہ اہل حدیث ہم سے کیوں بغض و کینہ رکھتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ حضرت ابو حنیفہ نے فرمایا: اس لئے کہ ہم رسول اللہ (ص) کے اہل بیتؑ سے محبت کرنے والے اور ان کے فضائل کا اقرار کرتے ہیں۔“

یہ روایات اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ حضرت ابو حنیفہ کو بھی آج کے مجان اہل بیتؑ کی طرح، دشمنان اہل بیتؑ کی جانب سے بغض و عداوت کا سامنا تھا کہ جس اظہار انہوں نے متعدد مقامات پر فرمایا، لیکن انہوں نے اس کا بڑی شجاعت کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے۔ گویا وہ محب اہل بیتؑ ہونے کے ساتھ ساتھ دشمنان اہل بیتؑ سے اظہار بیزاری بھی کیا کرتے تھے اور بات کو مکتب اہل بیتؑ میں تولی و تبری کہا جاتا ہے جو کہ ان کے فروعات دین میں شامل ہیں۔

### مسئلہ خلافت میں علی علیہ السلام کے حق پر ہونے کا اعتقاد

حضرت ابو حنیفہ ہانند شیعان علی خلافت رسول خدا (ص) کو بعد از پیامبر حضرت علیؑ کا حق سمجھتے تھے کہ جس کا انہوں نے متعدد مرتبہ اظہار فرمایا جیسا کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابو حنیفہ نے اپنے شاگردوں پوچھا: ”اَتَدْرُونَ لِمَ يُبْغِضُنَا اَهْلُ الْحَدِيثِ؟ قَالُوا: لَا؛ قَالَ: لَأَنَّا نَبْتُ خِلَافَةَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَ هُمْ لَا يُنْبِتُونَهَا“<sup>3</sup> ”کیا تمہیں معلوم ہے کہ اہل حدیث ہم سے کیوں بغض و عداوت رکھتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا

نہیں! اس پر حضرت ابوحنیفہ نے فرمایا: اس لیے وہ ہم سے ناراض ہیں کیونکہ ہم خلافت کو علیٰ کا حق سمجھتے ہیں اور وہ اس خلافت کو علیٰ کا حق نہیں سمجھتے۔“

اس کے ساتھ ساتھ اس بات کے ثبوت بھی ملتے ہیں کہ حضرت ابوحنیفہ کا رجحان اس زمانے کے شیعہ کی طرف تھا مگر یہ کہ بعض سیاسی حالات کے پیش نظر انہوں نے خود کو مخفی رکھا ہوا تھا جس کا اشارہ اس بات سے ملتا ہے کہ ایک مقام پر محمد ابوہریرہ لکھتے ہیں: ”---- إِنَّ أَبَا حَنِيفَةَ شَيْعِيٌّ فِي مَيْوَلِهِ وَآرَائِهِ فِي حُكْمِ عَصْرِهِ، أَيْ إِنَّهُ يَرَى الْخِلَافَةَ فِي أَوْلَادِ عَلِيٍّ مِنْ فَاطِمَةَ وَأَنَّ الْخُلَفَاءَ الَّذِينَ عَاصَرُوهُ قَدْ اغْتَصَبُوا الْأَمْرَ مِنْهُمْ وَكَانُوا لَهُمْ ظَالِمِينَ“<sup>4</sup> ”ابوحنیفہ کا رجحان اپنے زمانے کے شیعہ کی طرف تھا وہ یہ سمجھتے تھے کہ خلافت کے حقیقت میں حق دار اولاد علیٰ و فاطمہ ہیں اور دیگر سب باطل پر ہیں لہذا انہوں نے خلافت پر غاصبانہ قبضہ کر کے اہل بیت پر ظلم کیا ہوا تھا۔“

امام صادق علیہ السلام کا تمام علماء سے بڑا عالم (اعلم) ہونے پر اعتقاد

تاریخ اسلام اس بات کی متعدد مقامات پر تصدیق کرتی ہے کہ حضرت ابوحنیفہ اپنے زمانے میں جز امام جعفر صادق کے کسی کو علم نہیں سمجھتے تھے لہذا جب بھی ان سوال کیا گیا کہ امت میں سب سے بڑا عالم، عابد، زاہد، پرہیزگار، متقی اور شایستہ رہبری بعد از پیامبر کون ہے؟ تو وہ زمان و مکان کا جائزہ لینے کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ عصر حاضر میں حضرت جعفر ابن محمد ہیں۔ لہذا آپ سے پوچھا گیا آپ نے اپنی زندگی میں جو سب سے بڑا عالم دیکھا ہے وہ کون ہے؟ جواب دیتے ہوئے فرمایا: ”مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَفْقَهَ مِنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ وَإِنَّهُ أَعْلَمُ الْأُمَّةِ“<sup>5</sup> ”میں نے آج تک جعفر بن محمد جیسا عالم انسان امت میں نہیں دیکھا، لہذا وہ اعلم امت ہیں۔“

ایک اور مقام پر حضرت ابوحنیفہ نے فرمایا: ”لَوْ لَا جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، مَا عَلِمَ النَّاسُ مَنَاسِكَ حَجَّهِمْ“<sup>6</sup> ”اگر جعفر ابن محمد نہ ہوتے تو لوگوں کو مناسک حج کا بھی علم نہ ہوتا۔“

حضرت ابوحنیفہ معتقد تھے کہ اگر جعفر بن محمد نہ ہوتے تو شریعت محمدی مفقود ہو جاتی یہاں تک کہ لوگوں کو مناسک حج کا بھی علم نہ ہوتا، گویا آپ کے زمانے میں اس قدر فقہی احکام میں تبدیلیاں کی جا چکی تھیں کہ فقہ ناب محمدی (ص) آہستہ آہستہ صفحہ ہستی سے مٹتی جا رہی تھی اور ان کی جگہ من گھڑت احکام کا بول بالا کیا جا رہا تھا۔ شاید یہی وہ نظریہ ہے کہ جس کے پیش نظر شیعان علیٰ فقہ محمدی (ص) کو فقہ جعفری کے نام سے یاد کرتے ہیں کیونکہ وہ امام جعفر صادق کو احیا گرفتہ محمدی (ص) سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک امام جعفر صادق کا زمانہ آنے تک فقہ محمدی میں اس قدر تبدیلیاں ہو چکی تھیں کہ لوگوں کو پیامبر گرامی اسلام (ص) کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق وضو تک کرنا نہیں آتا تھا، ایسے حالات میں امام جعفر صادق نے چار ہزار شاگردوں کی تربیت فرمائی اور انہیں فقہ ناب محمدی (ص) سے اس طرح آشنا کیا کہ انہوں نے فقہ محمدی (ص) کو فقہ جعفری سے پہچانا شروع کر دیا۔<sup>7</sup>

منصور دو انتہی نے ایک دن حضرت ابو حنیفہ کو بلایا اور کہا کہ لوگ جعفر ابن محمد سے محبت کرتے ہیں، لہذا تم چند سخت ترین سوال تیار کرو تاکہ وہ ان کا جواب نہ دے سکے۔ حکم حاکم کے پیش نظر میں نے 40 سخت ترین سوال تیار کیے: اس کے بعد منصور نے مجھے اپنے پاس بلایا اور میں بھی ان کے پاس چلا آیا، ایسے عالم میں کہ جعفر بن محمد ان کے دائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ جیسے ہی میری نظر ان پر پڑی تو ان کی ہیبت نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا پس میں نے ان پر سلام کیا اور ان کے اشارے پر ایک جگہ بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد منصور نے مجھ سے کہا کہ آپ اپنے سوالات ابھی ابی عبداللہ جعفر بن محمد سے پوچھ لیں۔ بس میں سوال کرتا جا رہا تھا اور وہ جواب دیتے جا رہے تھے اور یہ بھی فرما رہے تھے کہ اہل مدینہ آپ کے اس سوال کے بارے میں یہ کہتے ہیں اور اہل شام اس کے بارے میں یہ کہتے ہیں جب کہ آپ اس کے بارے میں یہ کہتے ہیں اور ہماری نظر اس کے بارے میں اس طرح ہے یہاں تک کہ چالیس سوال ختم ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت ابو حنیفہ نے فرمایا:

”أليس قد رَوينا أنّ أعلمَ الناس أعلمهم باختلاف الناس“<sup>8</sup>

”ہم نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ عالم ترین انسان وہ ہوتا ہے جو اپنا ٹھوس موقف رکھنے کے ساتھ ساتھ مختلف علماء کی آراء سے بھی آگاہ ہو۔“

### امام صادق علیہ السلام کا شاگرد ہونے کو اپنے لئے ذریعہ نجات تصور کرنا

حضرت ابو حنیفہ عموماً امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں جا کر آپ سے بہت سارے سوالات نہایت ہی ادب و احترام سے پوچھا کرتے تھے اور بار بار انہیں کہتے تھے کہ: ”جُعِلْتُ فِدَاكَ يَا بِنِ رَسُولِ اللَّهِ“<sup>9</sup> ”آپ پر قربان جاؤں اے فرزند رسول!“

اسی طرح حضرت ابو حنیفہ کا یہ مشہور شعار تھا کہ جو عموماً آپ دہرایا کرتے تھے: ”لولا السنن لهلك النعمان“<sup>10</sup> ”اگر وہ دو سال جو امام جعفر صادق علیہ السلام کی شاگردی میں، میں نے گزارے ہیں، وہ نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا۔“

### جنگ جمل میں حضرت علی علیہ السلام کے حق پر ہونے کا اقرار

نقل کیا گیا ہے کہ جنگ جمل کے بارے میں حضرت ابو حنیفہ سے سوال کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا: ”...سار علیٰ فیہ بالعدل و ہو أعلمُ المسلمینَ فی قتالِ اہل البغی“<sup>11</sup> ”جنگ جمل کے دن علی علیہ السلام نے ان کے ساتھ عدل و انصاف کا سلوک کیا، کیونکہ وہ دانا ترین اور عادل ترین انسان تھے یہاں تک کہ اپنے دشمنوں اور باغیوں کے ساتھ بھی عدل و انصاف سے کام لیا کرتے تھے۔“

## اہلبیت کا دفاع اور ظالم حاکموں سے دشمنی و مخالفت

حضرت ابوحنیفہ نے سن 121 ہجری میں زید بن علی بن حسین علیہ السلام کی قیادت میں ظالم حکومت کے خلاف ہونے والے قیام میں ان کی مدد کی اور ان کی دعوت پر لبیک کہا اور ظالم حکمرانوں کی نابودی کے لئے انہوں نے اپنا مال خرچ کیا۔ یہاں تک کہ زید بن علی کے خروج کو حضرت ابوحنیفہ نے رسول اللہ ﷺ کے غزوہ کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ حضرت زید کی مدد کرنا ایسے ہی ہے جیسے غزوہ بدر میں رسول اللہ (ص) کے ساتھ مل کر کفار اور مشرکین کے مقابلے میں جہاد کرنا ہو۔<sup>12</sup>

حضرت ابوحنیفہ اپنے زمانے کی اموی اور عباسی حکومتوں کی مدد کرنے کو حرام تصور کرتے تھے کیونکہ وہ انہیں ظالم و جابر حکمران سمجھتے تھے۔ خلیفہ منصور دوانیقی نے حضرت ابوحنیفہ کو کوفہ سے بغداد بلایا اور انہیں قاضی القضاة کا منصب پیش کیا، یہاں تک کہ حضرت ابوحنیفہ نے اسے بھی قبول نہ کیا اور نہ ہی بادشاہ کے حکم کے سامنے سرنگوں ہوا، آخر کار منصور نے انہیں زہر دلو کر شہید کر دیا۔<sup>13</sup>

صاحب تفسیر المنار قرآن حکیم کی اس آیت ”-- لَكِنَّا لَعٰهَدِي الضَّالِّينَ“ (2:124) کے ذیل میں لکھتے ہیں حضرت ابوحنیفہ اس آیت کی وجہ سے اس وقت کے عباسی حاکم کے شدید دشمن تھے اور اس کی مخالفت کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے حکومت کی طرف سے ملنے والے قاضی القضاة کے منصب کو بھی ٹھکرا دیا۔ اس کے علاوہ مختلف مصادر کے مطابق اہل سنت کے تمام آئمہ اربعہ اپنے زمانے کی حکومتوں کے دشمن تھے اور انہیں ظالم تصور کیا کرتے تھے۔

”إِبَاءَ أَبِي حَنِيفَةَ مِنَ الْأَيْمَةِ مَنْصِبِ الْقَضَاءِ فِي زَمَنِ الْمُنْصُورِ وَأَمْثَالِهِ مِنَ الْأُمَرَاءِ، بِاعْتِقَادِ عَدَمِ صِحَّةِ إِمَامَتِهِمْ، وَعَدَمِ انْعِقَادِ وِلَايَتِهِمْ --- إِنَّ بَوْلَاءَ الْأَيْمَةِ الْأَرْبَعَةِ لَمْ يَسْلَمُوا مِنْ أَوْلِيَّتِكَ الضَّالِّينَ“<sup>14</sup>

مذکورہ بالا نکات اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ حضرت ابوحنیفہ کے نزدیک صرف اہل بیت محمد (ص) ہی لائق فضائل و مناقب تھے اور وہ صرف انہی کو امت مسلمہ کی رہبری کا مشروع حقدار سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی جان تک دے دی لیکن موقف سے روگردانی نہ کی۔

حضرت مالک بن انس کی آراء (90-179 ق)

امام صادق علیہ السلام کو علم اور عمل کے اعتبار سے خدا کی بہترین مخلوق سمجھنا حضرت مالک بن انس بھی حضرت ابوحنیفہ کی طرح اہل بیت پیامبر (ص) کے مقام و منصب کو سمجھنے والے اور ان سے اظہار محبت و مودت کرنے والوں میں سے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان سے بھی اہل بیت پیامبر کے متعدد

فضائل نقل ہوئے ہیں کہ جن میں وہ بھی دینی و سیاسی رہبری کا مشروع مستحق خاندان نبوت آئمہ ہی کو گردانتے تھے۔ چونکہ وہ ان کے حق کے عارف تھے اس لئے ان کے برابر کسی کو بھی نہیں مانتے تھے۔ امام جعفر صادقؑ کے بارے میں وہ عموماً فرمایا کرتے تھے: ”ما رأی عیناً ولا سمعت اذنً ولا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ اَفْضَلَ مِنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ، فَضْلاً وَعِلْماً وَعِبَادَةً وَوَرَعاً“<sup>15</sup>

”میں نے عبادت اور تقویٰ کے اعتبار سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے افضل اور برتر، نہ کبھی دیکھا ہے نہ کسی سے اس کا ذکر سنا ہے اور نہ ہی ایسے شخص کا کبھی میرے دل میں خیال آیا ہے۔“

عظمت امام کی حد ہے کہ آپ اس بات کا تصور تک کرنے کو تیار نہیں کہ کوئی خاندان نبوت کے اماموں کے برابر ہو۔ جب آپ امام صادقؑ کے اس حد تک معتقد تھے تو آپ کسی اموی یا عباسی حکمران کو ان کے ہوتے ہوئے کیسے افضل و برتر سمجھ سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے نزدیک رہبری امت کے لئے مناسب ترین گزینہ صاحب تقویٰ شخص ہے جو کہ صرف از صرف امام صادقؑ تھے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ایک اور مقام پر آپ کے تقویٰ و پرہیزگاری، معنوی کمالات اور علم و حلم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ”وَمَا رَأَيْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ إِلَّا عَلَى طَهْرَةٍ وَقَدْ اخْتَلَفَتِ إِلَيْهِ زَمَانًا وَمَا كُنْتُ أَرَاهُ إِلَّا عَلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ، إِمَّا مَصْلِيًّا وَإِمَّا صَائِمًا وَإِمَّا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَلَا يَتَكَلَّمُ فِيمَا لَا يَعْنِيهِ وَكَانَ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْعُبَادِ وَالَّذِينَ يَخْشَوْنَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ“<sup>16</sup> ”میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی حدیث بیان کی ہو اور وہ وضو کے بغیر ہوں۔ میں ایک طولانی مدت تک ان کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا لیکن کبھی بھی انہیں ان تین حالتوں سے باہر نہ دیکھا: یا وہ نماز کی حالت میں ہوا کرتے تھے، یا روزہ کی حالت میں ہوا کرتے تھے یا پھر قرآن مجید کی قرات و تلاوت کر رہے ہوتے تھے۔ انہوں نے کبھی بھی ایسی بات نہیں کی کہ جو حقیقت کے برخلاف ہو لہذا آپ عالم، عابد اور ایسے لوگوں میں سے تھے جو ہر وقت خدا کا خوف دل میں رکھنے والے ہوتے ہیں۔“

**ظالم حاکم اور نظام حکومت کے مقابلے میں، امام مالک کا مکتب اہل بیت کا طرفدار ہونا**

امام مالک نے بھی امام ابو حنیفہ کی طرح اس وقت کے ظالم حکمرانوں سے اظہارِ برات کیا اور بغیر کسی تقیہ کے ظالم حکمرانوں کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ جعفر بن سلیمان، منصور دوانیقی کے چچا کا بیٹا، جو کہ اس وقت والی مدینہ تھا۔ اس نے حضرت مالک کو اس بات پر کہ وہ ان کی بیعت نہیں کر رہے تھے، اس قدر تازیانے مارے یہاں تک کہ ان کے کندھوں پر زخموں کے نشان پڑ گئے۔<sup>17</sup>

امام مالک نے لوگوں کے اس سوال کے جواب میں کہ وہ ابو جعفر منصور دوانیقی کی بیعت کیوں نہیں کرتے یہ کہا کہ:

”تم نے بھی مجبور ہو کر اور خوف کے مارے ان کی بیعت کی ہے لہذا کوئی بھی قسم جو مجبوری کے عالم میں کھائی جائے وہ معتبر نہیں ہوتی۔“<sup>18</sup> اس طرح وہ نہ تو خود ان کی بیعت کا طوق گلے میں ڈالنے کو تیار تھے اور حتیٰ کہ جو لوگ عباسی خلیفہ کی بیعت کر چکے تھے ان کے بارے میں بھی ان کی رائے یہ تھی کہ یہ بیعت بھی ظالمانہ طریقے سے ڈرا دھکا کر لی گئی ہے جو کہ جائز نہیں اور جسے توڑ دینا خدا اور اس کے رسول (ص) کے نہ صرف گناہ نہیں بلکہ پسندیدہ عمل ہے۔

اس طرح حضرت مالک ابن انس بھی جہاں پر فضائل و مناقب کا حقیقی حقدار اہل بیت پیامبر کو سمجھتے تھے وہیں پر امت مسلمہ کی حکومت و رہبری کا اصلی حقدار بھی انہی ذوات والا صفات کو گردانتے تھے، یہاں تک کہ انہیں بھی اپنے اس عقیدہ کے پیش نظر ظالم حکومت اور ان کے والیوں سے متعدد مرتبہ ظلم و ستم کا نشانہ بننا پڑا اور بہت سارے مصائب برداشت کرنا پڑے۔

**حضرت احمد بن حنبل کی آراء (164-241 ق)**

**کوئی بھی اہل بیت کا ہم پلہ نہیں**

حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل بھی دیگر آئمہ اہل سنت کی طرح پیامبر اعظم (ص) کے بعد افضل ترین، برترین اور بہترین مخلوق پیامبر گرامی اسلام کے اہل بیت کو مانتے تھے۔ وہ کسی بھی صورت میں صحابہ کرام، تابعین یا تبع تابعین کو وہ مقام و مرتبہ اور فضائل و مناقب نہیں دیا کرتے تھے جو اہل بیت پیامبر (ص) کے ساتھ مخصوص ہیں اور یہ اعتقادات جہاں پر ان کے اپنے علم و فضل کے روشنی میں تھے وہیں پر انہوں نے اپنے بابا بزرگوار سے بھی ارشاد میں پائے تھے وہ فرماتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ میں نے اپنے بابا سے سوال کیا کہ خلفاء میں سے کون سا خلیفہ سب سے برتر ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کی مراد ابو بکر و عمر و عثمان ہیں؟ میں نے عرض کی: علیؑ بھی ان میں شامل ہیں۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ: ”علی من اہل البیت لایقاس بہم احد“<sup>19</sup>۔ ”علیؑ تو اہل بیت میں سے ہیں لہذا کسی کا ان سے مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔“

**علی نفس پیامبر ہیں**

ایک اور مقام پر انہوں نے ان لوگوں سے کہ جو ان سے رسول خدا (ص) کے صحابہ کرام کے بارے میں سوال کر رہے تھے فرمایا: ”أسألتونی عن أصحابہ وعلیُّ نفسُ محمد“<sup>20</sup> ”آپ نے اصحاب رسول کے بارے میں سوال کیا ہے جبکہ علیؑ تو نفس محمد (ص) ہیں۔“

یوں امام احمد بن حنبل قرآن مجید کی آیت مباہلہ کی رو سے حضرت علیؑ کو فقط صحابی نہیں بلکہ نفس پیامبر سمجھتے تھے کہ جس میں خود خدا حضرت علیؑ کا تعارف نفس رسول کے عنوان سے کروایا ہے: **فَبَنِّ حَاجَكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ (61:3)**

چنانچہ اب آپ کو علم (اور وحی) پہنچنے کے بعد، جو بھی اس (حضرت عیسیٰؑ) کے بارے میں آپ سے بحث کرے، تو کہہ دیجیے کہ آؤ! ہم اپنے بیٹوں کو بلا لیں اور تم اپنے بیٹوں کو، اور ہم اپنی عورتوں کو بلا لیں اور تم اپنی عورتوں کو، اور ہم اپنے نفسوں کو بلا لیں اور تم اپنے نفسوں کو، بلاؤ، پھر التجا کریں تاکہ اللہ کی جھوٹوں پر لعنت ہو۔ امام احمد بن حنبل اس بات کو بہت اچھے طریقے سے سمجھتے تھے کہ عام صحابہ کرام میں اور نفس پیامبر میں کسی صورت برابر نہیں ہو سکتی لہذا وہ اپنے شاگردوں اور دیگر سائلین کو حضرت علیؑ کے عظمت و برتری کے بارے میں یہی فرمایا کرتے تھے کہ حضرت علیؑ نفس پیامبر ہیں کیونکہ مذکورہ بالا آیت میں نفس پیامبر (ص) کے عنوان سے رسول اللہ (ص) صرف حضرت علیؑ ہی کو میدان مباہلہ میں ساتھ لے گئے تھے۔

### علیؑ، فضائل و مناقب میں تمام صحابہؓ سے افضل ہیں

حضرت احمد بن حنبل فرمایا کرتے تھے کہ: ”جتنے فضائل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علیؑ کے بارے میں نقل ہوئے ہیں اتنے کسی اور صحابی کے بارے میں نقل نہیں ہوئے ہیں۔“

### علیؑ خلافت کی زینت

حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل کہتے ہیں ایک دن میں اپنے بابا کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک گروہ جو اہل کرم سے تعلق رکھنے والا تھا وہاں پر پہنچا انہوں نے حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کی خلافت کے بارے میں بہت ساری باتیں کیں یہاں تک کہ حضرت علیؑ علیہ السلام کی خلافت کے بارے میں بھی بات شروع ہوئی اور پھر اس موضوع پر بھی بہت ساری باتیں کیں۔ اس پر میرے باپ نے: جو اس وقت تک سر جھکائے صرف ان کی باتیں سنتے جا رہے تھے، اپنا سر اٹھایا اور ان سے کہا: ”یا ہؤلاء قد اکثرتُم فی علیّ و الخلافة و الخلافة و علیّ، إنّ الخلافة لم تُذین علیّاً بل علیّ زینہا“<sup>21</sup> ”اے جماعت یہ جو اس قدر تم نے دوسرے خلفاء کے بارے میں اور حضرت علیؑ کے بارے میں باتیں کی ہیں اور اس بات کا تکرار کیا ہے کہ خلافت اور علیؑ، علیؑ اور خلافت، یاد رکھو! خلافت نے علیؑ کو زینت نہیں دی بلکہ یہ علیؑ تھے کہ جنہوں نے خلافت کو زینت بخش۔“

## علیؑ کے ساتھ حق اور حق کے ساتھ علیؑ

احمد بن سعید رباطی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت احمد بن حنبل سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: ”لم یزل علی بن ابی طالب مع الحق و الحق معہ حیث کان“ ”علی ہمیشہ حق کے ساتھ تھے اور حق ہمیشہ علی کے ساتھ تھا۔“<sup>22</sup>

مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت احمد بن حنبل کے ہاں بھی رسول اللہ (ص) کے بعد امت مسلمہ میں فضائل و مناقب اور دینی و سیاسی رہبری کے عنوان سے بہترین فرد حضرت علیؑ تھے جو نفس رسول (زندگی کے ہر شعبے میں رسول گرامی اسلام جیسا ہونا) ہونے کے ساتھ ساتھ حق کی واضح دلیل تھے، گویا جہاد ہوتے تھے وہی گروہ حق پر اور صراط مستقیم پر ہوتا تھا اور جو ان کے مقابلے میں ہوتے وہ سب باطل اور گمراہی کے رستے پر ہوتے تھے۔

## حضرت محمد بن ادریس شافعی (150-204 ق)

### علیؑ کے فضائل کو چھپانا جائز نہیں

بہت ساری تاریخی اسناد سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت محمد بن ادریس شافعی نہ صرف اہل بیت پیامبر (ص) کے غلام اور عشاق میں سے تھے بلکہ وہ اس محبت اور مودت پر فخر بھی کیا کرتے تھے۔ اس لئے کہ وہ بھی دیگر آئمہ اہل سنت کی طرح رسول خدا ﷺ کے بعد امت مسلمہ میں سب سے افضل و برتر اہل بیت پیامبر ہی کو گردانتے تھے۔ ان کے ہاں یہ افضلیت و برتری اس وجہ سے نہیں تھی کہ اہل بیت، رسول اللہ ﷺ کے خونی رشتہ دار ہیں لہذا پیامبر (ص) کی وجہ سے یہ لوگ عزت دار ہیں، اگرچہ یہ بات بھی تھی لیکن حضرت محمد بن ادریس شافعی، خاندان نبوت کے فقط ان افراد کی محبت و غلامی پر فخر کیا کرتے تھے کہ جو اپنے سیرت و کردار کی بلندی کی بنیاد پر امت میں سب سے افضل تھے۔ لہذا انہوں نے متعدد مقامات پر اہل بیت پیامبر (ص) فضائل و مناقب بیان فرمائے یہاں تک کہ جو لوگ ان کے فضائل کو چھپایا کرتے تھے ان سے بھی وہ کہتے تھے کہ اہل بیت کے فضائل نہ چھپائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ امت حقیقی پیشواؤں کو چھوڑ کر گمراہی کے رستے پر نہ چلی جائے۔ لہذا آپ سے علیؑ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: ”ما أقول فی رجل أخفت أولیاء فضائله خوفاً و أخفت اعداءه فضائله حسداً“<sup>23</sup> ”میں ایسے شخص کے بارے میں کیا کہوں کہ جس کے فضائل

ان کے دوست، دشمنوں کے ڈر کی وجہ سے اور دشمن حسد کی وجہ سے چھپاتے ہیں!“

چونکہ ان کے زمانے میں فضائل اہل بیت کو چھپا کر دیگران کو صاحب فضائل و کمالات کے عنوان سے متعارف کروانا معمول بن چکا تھا اور حکومت وقت بھی یہی چاہتی تھی کیونکہ انہیں ہر وقت اس بات کا خدشہ رہتا تھا کہ

کہیں کسی حسنی یا حسینی سید نے ہمارے خلاف قیام کر دیا تو حکومت کے لئے مشکلات کھڑی ہو جائیں گی اس لئے وہ کبھی ان کے کردار پر داغ لگوانے کی کوشش کرتے اور کبھی ان کے فضائل چھپا کر انہیں عام لوگوں کی طرح متعارف کرواتے تاکہ عوام اہل بیت پیامبر (ص) میں علیؑ اور اولاد علیؑ کو زیادہ اہمیت نہ دیں اور یہ رسم عام ہو چکی تھی۔ بعید نہیں کہ یہی تقاضا حضرت محمد بن ادریس شافعی سے بھی کیا گیا ہو کہ جس کے جواب میں آپ نے اپنے ایک شعر میں فرمایا: ”أَنَا عَبِيدٌ لِقَتَى أَنْزَلَ فِيهِ بِلْ أْتَى / إِلَى مَتَى أَكْتَمَهُ؟ إِلَى مَتَى؟“<sup>24</sup> ”میں ایسے بہادر انسان کا غلام ہوں کہ جس کے بارے میں سورہ بقرہ آیت نازل ہوئی ہے؛ میں اس کے فضائل کو کب تک چھپاؤں؟ کب تک چھپاؤں؟ کب تک چھپاؤں؟“

**علیؑ بن ابی طالب کی محبت رَفَض ہے، تو سن لو میں رافضی ہوں**

جب لوگوں کو اس بات کا مکمل یقین ہو گیا تھا کہ حضرت محمد بن ادریس شافعی اہل بیت پیامبر (ص) کے حد درجہ وفادار اور غلام ہیں تو انہوں نے انہیں بھی شیعہ اور رافضی<sup>25</sup> کہنا شروع کر دیا۔

**علیؑ بن ابی طالب کی محبت رَفَض ہے، تو سن لو میں رافضی ہوں**

جب لوگوں کو اس بات کا مکمل یقین ہو گیا تھا کہ حضرت محمد بن ادریس شافعی اہل بیت پیامبر (ص) کے حد درجہ وفادار اور غلام ہیں تو انہوں نے انہیں بھی شیعہ اور رافضی لکھنا شروع کر دیا۔ اس حوالے سے سید احمد رضا لکھتے ہیں کہ: یہ ایک ایسا لفظ ہے جو کہ ہمیشہ مخالفانہ شیعہ کی طرف سے، شیعہ کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے۔ جبکہ ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں: «رَفَضٌ» مصدر ہے، کہ جس کا لغوی معنی: رہا کرنا، سر بیچی کرنا، خلاف ورزی کرنا، مخالفت کرنا یا سائیڈ پر لگا دینا اور خودداری کرنا ہے۔ بہت سارے مختلف بیانات کے مطابق، یہ لفظ پہلی مرتبہ زید بن علی نے اپنے ان ساتھیوں کے لئے استعمال کیا تھا، جو کہ زید کے اس عقیدے کی بنیاد پر کہ: مفضول، فاضل پر امام ہو سکتا ہے، اسے چھوڑ کر چلے گئے تھے؛ لیکن اس کے بعد ہمیشہ اہل سنت نے شیعیان کو پہلے تین خلفاء کی بیعت سے انکار اور ان کی خلافت کو نہ ماننے کی وجہ سے رافضی کہہ کر یاد کیا۔ یہاں پر «رافضی» کے مقابلے میں لفظ «ناصبی» پر بھی توجہ کرنا ضروری ہے، کیونکہ یہ لفظ، کہ جس کی جڑیں «نَصَب» سے ملتی ہیں، اس کا ایک معنای: دشمنی اور بغض رکھنے والا۔ (دخدا، لغت نامہ دخدا، ذیل مادہ)؛ اور «بدگو» نازیبا الفاظ کہنے والا ہے۔ درحقیقت ناصبی ایک ایسا لفظ ہے جو کہ شیعیان کی طرف سے ان لوگوں کے لئے مخصوص کیا گیا جو کہ اہل بیت پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں یا جو لوگ انہیں نازیبا الفاظ سے یاد کرتے ہیں یا پھر انہیں گالیاں دیتے ہیں۔<sup>26</sup>



يا آل بيت رسول الله حبكم فرض من الله في القرآن أنزله

كفاكم من عظيم الفخر إنكم من لم يصل عليكم لا صلاة له<sup>29</sup>

”اے اہل بیت رسول خدا، آپ کی محبت قرآن کی آیت کے مطابق واجب ہے۔ یہ عظمت آپ کو نصیب ہوئی کہ جب تک کوئی نماز میں آپ (محمد و آل محمد) پر درود اور سلام نہ پڑھے، تو اس کی نماز باطل ہے۔“  
حضرت امام شافعی کو اس بات کا خوف نہیں تھا کہ وہ محبت اہلبیت کو لوگوں کے سامنے آشکار کریں۔ اگرچہ اس راہ میں انہیں بہت ساری مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؛ لیکن پھر بھی اپنی محبت کا اس طرح اظہار کیا کہ تاریخ میں نقش ہو گیا لہذا ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

إن كان رَفْضاً حب آل محمد فليشهد الثقلان آتي رافضي،<sup>30</sup>

”اگر کوئی شخص اپنے دل میں محمد و آل محمد کی محبت رکھے تو وہ تمہاری نظر میں رافضی ہے، پس جن و انس سن لیں کہ میں رافضی ہوں۔“

**ان لوگوں سے اظہار برات کے جو اہل بیت کے مجاہدین کو رافضی کہتے ہیں**

بیہقی مناقب الشافعی میں لکھتے ہیں کہ امام شافعی نے کہا کہ بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو اہل بیت کی فضیلت اور ان کے مناقب کو سننا تک پسند نہیں کرتے اور نہ ہی انہیں سننے کی تاب و توان رکھتے ہیں اور اگر کوئی ان کے سامنے اہل بیت علیہ السلام کے چند ایک فضائل بیان کرے، تو وہ کہتے ہیں کہ اس کو چھوڑ دو یہ رافضی ہے، اس پر امام شافعی نے یہ شعر پڑھا کہ:

إذا في مجلس ذكروا علياً  
و سبطيه و فاطمة الزكية  
يقال تجاوزوا يا قوم بذا  
فهذا من حديث الرافضية  
برئت إلى المهيمن من أناس  
يرون الرفض حب الفاطمية  
على آل الرسول صلاة ربّي  
ولعنته لتلك الجاهلية،<sup>31</sup>

”جب بھی کسی محفل و مجلس میں علیؑ اور ان کے دو بیٹے (حسنؑ اور حسینؑ) اور فاطمہ زکیہؑ کے بارے میں بات کی جائے اور ان کا ذکر کیا جائے، تو کہتے ہیں کہ اے لوگو! اس طرح کی باتوں کو چھوڑ دو یہ باتیں صرف رافضیوں کی ہیں جو کہ اپنی محفلوں میں کیا کرتے ہیں۔ بس مجھے خدائے محمد ﷺ کی قسم! میں ایسے لوگوں سے اظہار برات اور بیزاری کرتا ہوں کہ جو ب فاطمہؑ کو ر فض کہتے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا درود و سلام ہو آل محمد پر! اور خدا کی لعنت ہو ان کے دشمنوں پر جو کہ جاہل ہیں اور جہالت کی گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔“

## نتیجہ

گذشتہ مطالب کا نتیجہ اس طرح سے سامنے آتا ہے کہ رسول اللہ (ص) کے بعد، مذکورہ بالا تمام اوصاف اور خصوصیات کے پیش نظر، محکم دلائل اور فریقین کی روایات کے مطابق سب سے زیادہ صاحب فضائل و مناقب اور دینی و سیاسی مرجعیت و رہبری کا مصداق اہل بیت پیامبر (ص) کے وہ امام ہیں کہ جو ہر طرح کے ظلم و جہالت سے مبرہ، علم و حلم، سیرت و کردار اور تقویٰ و پرہیزگاری میں شبیہ مصطفیٰ (ص) اور اپنی مثال آپ ہیں۔ اہل سنت کے چاروں مکاتب کے امام یہ گواہی دیتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ کوئی بھی عترت پیغمبر جیسا نہیں اور نہ ہی دینی اور سیاسی مرجعیت و رہبری میں ان کا کوئی ہم پلہ تھا اس طرح وہ اپنی ذات میں سب کے سردار تھے اور یہ وہی سرداری تھی کہ جو پروردگار عالم نے الہی معیاروں پر پورا اترنے والوں کو ہر زمانے میں عطا فرمائی ہے۔ لہذا وہ تمام خلفاء و ملوک کے لئے بھی اسی طرح مرجع دینی و سیاسی اور مورد احترام تھے جس طرح وہ عام مسلمانوں کے لئے تھے کیونکہ معنوی بصیرت اور مادی زندگی کے تمام سماجی و سیاسی معاملات کے ادراک اور بنی نوع انسان کو کمال کی راہوں پر گامزن کرنے میں سب سے افضل و برتر تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مذاہب اربعہ کے آئمہ اربعہ نے یا مستقیم یا غیر مستقیم ان کی شاگردی کی اور اپنے اپنے ادوار کی سیاسی نزاکتوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے دنیا کو بتاتے رہے کہ اہل بیت پیامبر (ص) کے آئمہ کی مرجعیت و رہبری ہر اعتبار سے مسلم، محکم اور ناقابل انکار ہے۔

\*\*\*\*\*

## References

1. Muhammad bin Aqeel, Al-Alavi al-Shafi'i, *Al-Nasa'yh al-Kafiyah liman Yatuli Mu'awiyah* (Beirut, Mohsa Al-Fajr, 1991), 36; Asad, Haider, *Imam al-Sadiq wa al-Mahzhab al-Arbaah*, Vol. 1 (Al-Najaf al-Ashraf, Dar al-Zahra, 1430 AH), 337.

محمد بن عقیل، العلوی الشافعی، *النصائح الکافیہ لمن یتولی معاویہ* (بیروت، مؤسسۃ النجر، 1991)، 36؛ اسد، حیدر، *الإمام الصادق و المذاهب الأربعة*، ج 1 (النجف الأشرف، دار الزہراء، 1430ق)، 337۔

2. Qazi Nu'man Ibn Muhammad, al-Tamimi al-Maghrabi, *Dua'im al-Islam*, Vol. 1 (Cairo, Dar al-Ma'rif, 1383 AD), 22; Haider, Asad, *Imam al-Sadiq wa al-Mahzhab al-Arbaah*, 337.

قاضی نعمان بن محمد، التیمی المغربي، دعائم الاسلام، ج 1 (القاهرہ، دارالمعارف، 1383 ق)، 22؛ حیدر، اسد، الإمام الصادق و المنداہب الأربعة، 337۔

3. Ibid.

ایضاً۔

4. Ibid.

ایضاً۔

5. Muhammad bin Ahmad, Shams al-Din, al-Zhahabi, *Seer al-Ilam al-Nabalah*, Vol. 6 (Beirut, Mohsa Al-Rasalah, 1993), 257; Asad Haider, *Imam al-Sadiq wa al-Mahzhab al-Arbaah*, 333.

محمد بن احمد، شمس الدین، الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج 6 (بیروت، مؤسسة الرسالہ، 1993)، 257؛ اسد حیدر، الإمام الصادق و المنداہب الأربعة، 333۔

6. Ibn Babawiyah (Shaikh Saduq), Muhammad bin Ali, *Min Lay Yahzra wa Al-Faqihia*, Vol. 2 (Qum, Jamaat al-Madrasin, 1404 AH), 519; Allama Halli Hasan bin Yusuf, *Minhaj al-Karama fi Marafah al-Imamah*, Vol. 2 (Mashad, Mohsa Tasua, 1379 AD), 72.

ابن بابویہ (شیخ صدوق)، محمد بن علی، من لای یحضرہ الفقیہ، ج 2 (قم، جماعت المدر سین، 1404 ق)، 519؛ علامہ علی حسن بن یوسف، منہاج الکرامۃ فی معرفۃ الامامۃ، ج 2 (مشہد، مؤسسۃ تاسوعا، 1379 ش)، 72۔

7. Qaiser Abbas Jafari wa Masroor Saeed Tawosi, *Rush Hahi Ahmorshi Sadiqin* (Tehran, Danishga Benul muli Ahlbayt, 1400 AH), 42-44.

قیصر عباس جعفری و مسرور، سعید طاووسی، روش ہای آموزش صادقین، ج دوم (تہران، دانشگاه بین المللی اہلبیت، 1400 ش) 42-44۔

8. Moafaq bin Ahmad, Khwarazmi, *al-Manaqib*, Vol. 1 (Qom, MNohsa Nasher Islami, 1411 AH), 173; Al-Zahabi, *Seer al-Ilam al-Nabula*, 256.

موفق بن احمد، خوارزمی، مناقب، ج 1 (قم، مؤسسۃ نشر اسلامی، 1411 ق)، 173؛ الذہبی، سیر اعلام النبلاء، 256۔

9. Asad Haider, *Imam al-Sadiq wa al-Mahzhab al-Arbaah*, 335.

اسد حیدر، الإمام الصادق و المنداہب الأربعة، 335۔

10. Al-Syed Mehmood, Shakri al-Alosi, *Mukhtasir Al-Tahf al-Tahfah al-Ithni al-Ashriyyah* (Al-Cairo, Muttaba al-Salfiyyah, 1373 AD), 8.

السید محمود، شکرى الأوسى، مختصر التحفة الاثنى عشرية (القاهرة، مطبعة السلفية، 1373 ق)، 8۔

11. Asad Haider, *Imam al-Sadiq wa al-Mahzhab al-Arbaah*, 337.

اسد حیدر، الإمام الصادق و المنداہب الأربعة، 337۔

12. Ibid, Vol. 1, 336.

ایضاً، 336۔

13. Ibid, 338.

ایضاً، 338۔

14. Muhammad Rashid Raza, *Tafsir al-Manar*, Vol. 1 (dn., Al-Ahyia al-Masriy al-Amt'a al-Katab, 1990), 346.

محمد رشید رضا، تفسیر المنار، ج 1 (شہر ندارد، المدینہ المصریہ العالیہ للکتاب، 1990م)، 346۔

15. Muhammad bin Ali, Ibn Shahr Ashub, *Manaqib al-Abi Talib*, Vol. 3 (Al-Najaf al-Ashraf, Al-Muktaba al-Haydriya, 1376 AD), 272; Asad Haider, *Imam al-Sadiq wa al-Mahzhab al-Arbaah*, Vol.4, 371.

محمد بن علی، ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، ج 3 (النجف الاشرف، المکتبۃ الحدیثیہ، 1376ق)، 272؛ اسد، حیدر، الإمام الصادق و المذہب الأربعة، ج 4، 371۔

16. Ahmad bin Ali, Ibn Hajar, Asqalani, *Tahzeeb al-Tahzeeb*, Vol. 1 (Beirut, Dar al-Sadr, 1325 AD), 88; Asad Haider, *Imam al-Sadiq wa al-Mahzhab al-Arbaah*, 372.

احمد بن علی، ابن حجر، عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج 1 (بیروت، دارالصادر، 1325ق)، 88؛ اسد حیدر، الإمام الصادق و المذہب الأربعة، ج 4، 372۔

17. Ismail bin Umar, Ibn Kaseer Damashqi, *Al-badaiyata wa al-Nahayata*, Vol. 10 (Beirut, Maktaba al-Arif, 1411 AH), 124; Abu-ul-Faraj Muhammad bin Abi Yaqub, Ibn Nadeem, *Al-Fahrist* (Beirut, Maktaba Khayat), 198-199.

اسماعیل بن عمر، ابن کثیر دمشقی، البدایہ والنہایہ، ج 10 (بیروت، مکتبۃ العارف، 1411ق)، 124؛ ابو الفرج محمد بن ابی یعقوب، ابن ندیم، الفہرست (بیروت، مکتبۃ خیاط، سن ندارد)، 198-199۔

18. Abdullah bin Muslim, Al-Dinwri, *Ilmamta wa al-Siyasata Mahrof ba Tarikh al-Khulfa* (Beirut, Dar al-Azwa, 1990), 81; Muhammad bin Jarir, al-Tabari, *Tarikh al-Rasul wa al-Muluk*, Vol. 2 (Beirut, Mohsa Al-Alami Lilmatbohaat, 1989), 190.

عبداللہ بن مسلم، الدینوری، الإمامیۃ و السیاسیۃ معروف بہ تاریخ الخلفاء (بیروت، دارالاضواء، 1990م)، 81؛ محمد بن جریر، الطبری، تاریخ الرسل و الملوک، ج 2 (بیروت، مؤسسۃ التعلیمی للطبوعات، 1989)، 190۔

19. Abu Bakr Ahmad bin Ali, Khatib Baghdadi, *Tarikh Baghdad ya Madinah al-Salam*, Vol. 7 (dn., Dar al-Kitab al-Arabi, dn.), 41; Abul

Faraj Abdul al-Rahman bin Ali, Ibn Juzi, *Manaqib al-Imam Ahmad*, Vol. 1 (Beirut, Mohsa Ahl al-Bayt, 1981), 219.

ابوبکر احمد بن علی، خطیب بغدادی، تاریخ بغداد یا مدینۃ السلام، ج7 (شہر ندارد، دارالکتب العربی، سن ندارد)، 41؛ ابوالفرج عبدالرحمن بن علی، ابن جوزی، مناقب الامام احمد، ج1 (بیروت، مؤسسۃ اہل البیت، 1981)، 219۔

20. Asad Haider, *Imam al-Sadiq wa al-Mahzhab al-Arbaah*, Vol. 1 232.

اسد حیدر، الامام الصادق و المذہب الاربعہ ج1، 232۔

21. Abul Qasim Ali bin al-Hasan, Ibn Asaqir al-Shafi'i, *Tarikh Madinah wa Damashaq*, Vol. 2 (Beirut, Mohsa Al-Mahmudi, 1980), 146; Ibn Juzi, *Manaqib al-Imam Ahmad*, 219.

ابوالقاسم علی بن الحسن، ابن عساکر الشافعی، تاریخ مدینہ و دمشق، ج2 (بیروت، مؤسسۃ المحمودی، 1980)، 146؛ ابن جوزی، مناقب الامام احمد، 219۔

22. Ibne Asaqir, *Tarikh Madinah wa Damascus*, Vol. 3, 84.

ابن عساکر، تاریخ مدینہ و دمشق، ج3، 84۔

23. Khwarazmi, *al-Manaqib*, 7; Syed Hashim, Bahrani, *Haliya Al-Abrar fi Ahwal Muhammad wa Ahle al-Athar*, Vol. 2 (Qum, Mohsa Al-Maarif al-Islamiyya, 1413 AH), 136; Asad Haider, *Imam al-Sadiq wa al-Mahzhab al-Arbaah*, Vol. 2, 208.

خوارزمی، مناقب، 7؛ سید ہاشم، بحرانی، حلیۃ الأبرار فی احوال محمد وآلہ الاطہار، ج2 (قم، مؤسسۃ المعارف الاسلامیہ، 1413ق)، 136؛ اسد حیدر، الامام الصادق و المذہب الاربعہ، ج2، 208۔

24. Muhammad bin Idrees, Al-Shafi'i, *Divan Sha'ir* (Beirut, Dar al-Kitab al-Arabi, 1414 AH), 59.

محمد بن ادریس، الشافعی، دیوان شعر (بیروت، دارالکتب العربی، 1414ق)، 59۔

25. Syed Ahmad Raza, Khuzari, Shi'i Dar Tarikh, (Qom, Dafter Nasher Mahrif, 1391 AD), 10.

یہ ایک ایسا لفظ ہے جو کہ ہمیشہ مخالفان شیعہ کی طرف سے، شیعہ کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے جبکہ ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں: «رَفَضَ» رَفَضَ کا مصدر ہے، کہ جس کا لغوی معنی: ربا کرنا، سرپیچی کرنا، خلاف ورزی کرنا، مخالفت کرنا یا سائینڈ پر لگا دینا اور خودداری کرنا ہے۔ (ابن منظور، لسان العرب، ذیل مادہ)؛ بہت سارے مختلف بیانات کے مطابق، یہ لفظ پہلی مرتبہ زید بن علی نے اپنے ان ساتھیوں کے لئے استعمال کیا تھا، جو کہ زید کے اس عقیدے کی بنیاد پر کہ: مفضول، فاضل پر امام ہو سکتا ہے، اسے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ (اشعری قمی، المقالات والفرق، 209، ابن الجوزی، تلمیس اللمیس، 131 بہ نقل از خضری، سید احمد رضا، تشیع در تاریخ، ص12)؛ لیکن اس کے بعد ہمیشہ اہل سنت نے شیعیاں کو پہلے تین خلفاء کی بیعت سے انکار اور ان کی

خلافت کو نہ ماننے کی وجہ سے رافضی کہہ کر یاد کیا۔ یہاں پر «رافضی» کے مقابلے میں لفظ «ناصی» پر بھی توجہ کرنا ضروری ہے، کیونکہ یہ لفظ، کہ جس کی جڑیں «نَصَب» سے ملتی ہیں، اس کا ایک معنای: دشمنی اور بغض رکھنے والا۔ (دعواء لغت نامہ دعواء ذیل مادہ): اور «بدگو» نازیبا لفظ کہنے والا ہے۔ درحقیقت ناصی ایک ایسا لفظ ہے جو کہ شیعیاں کی طرف سے ان لوگوں کے لئے مخصوص کیا گیا جو کہ اہل بیت پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں یا جو لوگ انہیں نازیبا لفاظی سے یاد کرتے ہیں یا پھر انہیں گالیاں دیتے ہیں۔ سید احمد رضا، حضری، تشبیح در تاریخ، (قم، دفتر نشر معارف، 1391)، 10۔

26. Syed Ahmad Raza, Khuzri, *Tashi'i Dar Tarikh*, 10.

سید احمد رضا، حضری، تشبیح در تاریخ، 10۔

27. Ibid, 72.

ایضاً، 72۔

28. Ibid, 278.

ایضاً، 278۔

29. Ibid, 115.

ایضاً، 115۔

30. Suliman bin Ibrahim, Al-Kunduzi Al-Hanafi, *Yanabi Al-Moudah Lazauwi al-Qurbi*, Vol. 3 (Beirut, Mohsa al-Alami Lilmatbohaat, 1418 AH), 2; Yaqut bin Abd-ul-Allah, Hamwi, *Mujam al-Adba*, Vol. 17 (Beirut, Dar al-Gharb al-Islami, 1993), 320; Asad Haider, *Imam al-Sadiq wa al-Mahzhab al-Arbaah*, Vol. 2, 208.

سلیمان بن ابراہیم، القندوزی الحنفی، *ینابیع السوودہ لندوی القربی*، ج 3 (بیروت، مؤسسۃ الاعلمی للطبوعات، 1418 ق)، 2؛ یاقوت بن عبد اللہ، حموی، *معجم الادباء*، ج 17 (بیروت، دار الغرب الاسلامی، 1993)، 320؛ اسد حیدر، *الامام الصادق والمذہب الاربعہ*، ج 2، 208۔

31. Al-Shafi'i, *Diwan al-Shafi'i*, 152; Mofaq bin Ahmad, Khwarazmi, *Muqatal al-Hussain*, Vol. 2, 146; Ibrahim bin Muhammad, Hamui al-Jawaini, Faraed al-Sumatiin fi Fazil al-Murtaza wa al-Batul wa al-Subtain wa al-Aima min waziam, Vol. 1 (Beirut, Mahmoodi, 1978), 135.

الشافعی، *دیوان الشافعی*، 152؛ موفقی بن احمد، خوارزمی، *مقتل الحسین*، ج 2، 146؛ ابراہیم بن محمد، حموی الجوینی *فوائد السطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والاسطین والائمة من زریتم*، ج 1 (بیروت، مؤسسۃ محمودی، 1978)، 135۔